مولانا سید مصباح اللہ شاہ

حضرۃ الأُستاذ

شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ میں بندہ موقوف علیہ سے فارغ ہوا تو آئندہ سال دورہ حدیث شریف پڑھنے کے لئے پاکستان کے مدارسِ عربیہ (جن میں دورۂ حدیث پڑھایا جاتا تھا) کے انتخاب کے سلسلہ میں متردد تھا، اگرچہ میلانِ طبع ٹنڈو اللہ یار سندھ کی طرف کچھ زیادہ تھا۔ اس لئے کہ سنا تھا کہ وہاں بڑے پائے کے محدث اور بزرگ جمع ہو گئے ہیں، اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے دیو بند کی طرح ایک عظیم ادارہ پاکستان میں بنانے کی غرض سے اس جگہ کو منتخب فرما کر مدرسہ کی بنیاد رکھی ہے، اور اسی وقت پورے پاکستان میں ایک ممتاز ادارہ بن گیا ہے۔

میں نے اپنے بعض اساتذہ کرام سے اس سلسلہ میں مشورہ لیا، تو حضرات اساتذہ کرام نے فرمایا کہ: ٹنڈو اللہ یار سب مدارس سے بہتر ہے، اس لئے کہ اس مدرسہ میں اس وقت دوسرے اکابر محدثین و بزرگانِ دین کے علاوہ حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ ڈابھیل (ہندوستان) سے تشریف لا چکے ہیں۔ حضرت بنوری (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت العلامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ کے خصوصی تلمیذ، سفر وحضر کے رفیق وخادم اور ان کے علم کے وارث ہیں، پاکستان میں حضرت بنوری (رحمۃ اللہ علیہ) کا وجود غنیمت اور اللہ تعالیٰ کی نعمت غیر مترقبہ ہے لہٰذا اس مدرسہ کو ترجیح دینی چاہئے۔

چنانچہ میں نے اپنے ایک عزیز معروف شاہ صاحب کی معیت میں شوال المکرم ۱۳۷۱ھ میں رخت سفر باندھا اور عازم سندھ ہوا، جب ٹنڈو اللہ یار مدرسہ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مدرسہ میں پہنچنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مدرسہ میں موجود طلباء سے ملاقات ہوئی، حالات معلوم کئے اور بعدہ حضرت بنوری کی خدمت اقدس میں حاضری دی، حضرت نے فرمایا کہ: اگر رمضان میں خط لکھ کر مدرسہ کے حالات اور قواعد وضوابط معلوم کر لیتے تو بہتر ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ: حضرت خط تو لکھا تھا نہ معلوم کیا وجہ ہوئی۔ فرمایا کہ: شاید

شروع کر دیتے ہیں، چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا کہ بعض اساتذہ کرام جیسا کہ مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی، مولانا سعد حسن صاحب ٹونکی مرحوم تو درمیان سال میں استعفیٰ دے کر چلے گئے اور کچھ حضرات اساتذہ کرام نے سال تو پورا کیا، مگر آئندہ سال مدرسہ سے علیحدگی اختیار کرلی، جیسا کہ مولانا عبدالجلیل صاحب وغیرہ نے کیا۔

حضرت مولائی ومرشدی وسیدی مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری شیخ الحدیث دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار جو کہ حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے خلیفہ اجل تھے اور اپنی بزرگی، وقار ومتانت اور علمی مرتبہ ومقام کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے، پورے مدرسہ پر ان کا خاص اثر تھا اور ہر شخص ان کا غایت درجہ احترام کرتا تھا، طلبہ تو گویا حضرت کے عاشق تھے اور حضرت کی خوشی حاصل کرنے کو سعادت دارین سمجھتے تھے، انہوں نے بھی حضرت بنوری مرحوم کی حمایت کرتے ہوئے مقدور بھر اصلاح حال کی کوشش کی، لیکن جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو حضرت بھی مایوس ہوگئے، چنانچہ رمضان مبارک کی تعطیلات میں اپنے وطن تشریف لے گئے اور وہاں سے استعفیٰ بھیج دیا اور مدرسہ سے علیحدگی اختیار کرلی۔

اور کچھ عرصہ بعد یعنی چند ماہ بعد حضرت بنوری نور اللہ مرقدہٗ بھی مدرسہ سے قطع تعلق کر کے کراچی تشریف لے آئے اور چند ماہ ایک دوسری جگہ قیام فرمایا، مگر اس کے بعد مستقل طور پر مسجد نیوٹاؤن میں رونق افروز ہوئے، اور اخلاص وتقوے، تعلق مع اللہ، عشق رسول اللہ ﷺ، متعدد استخارات، خصوصاً ''حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وکرامۃ'' کے استخارات، اور اندھیری راتوں کی تنہائیوں میں مانگی ہوئی دعاؤں کے ساتھ مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی کی بنیاد رکھی، اور کچھ زریں اصولوں کی روشنی اور چند مخلص رفقاء کی معیت میں کامل بے سروسامانی کے ساتھ توکلاً علی اللہ کام شروع کر دیا، مشکلات ونامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے مدرسہ کی ترقی وعروج کے لئے کوشاں رہے، چنانچہ چند سالوں میں مدرسہ ایک عظیم ادارہ اور جامعہ بن گیا، اور پاکستان اور بیرون پاکستان میں اپنے قواعد وضوابط، خصوصی معیارِ تعلیم اور اجراء درجات تخصص کی وجہ سے اس قدر شہرت پذیر ہوا کہ آج مدرسہ میں نہ صرف پاکستان، بلکہ ارض پاک مدینہ منورہ، حجاز مقدس، امریکہ، افریقہ، یورپ، مشرق وسطیٰ تا شرق بعید کے طلبہ تعلیم وتربیت حاصل کرنے کے لئے جوق در جوق آتے ہیں، اور ادارہ اپنی شہرت وعظمت کے لحاظ سے ''اصلها ثابت وفرعها فی السماء'' کا منظر پیش کر رہا ہے۔ مدرسہ کی اس قدر عظمت ومقبولیت کے متعدد اسباب تھے، ان میں سب سے پہلا اور اصل سبب حضرت والا کا اخلاص وتقویٰ، تعلق مع اللہ تعالیٰ، حضور اکرم ﷺ ''فداہ ابی وامی'' کے ساتھ عشق ومحبت تھی۔

چنانچہ حضرت والا کا یہ مقولہ کہ ''یہ مدرسہ حضور اکرم ﷺ کا ہے، ہم تو خادم ہیں۔'' سب کے کانوں میں آج بھی سنائی دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر یقین واعتماد کا یہ حال تھا کہ مدرسہ کے مصارف جو کہ لاکھوں تک پہنچ

چکے تھے، ان کے لئے حضرت نے مروجہ طریقوں میں سے کبھی بھی کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا، نہ سفیر نہ اپیل، نہ اشتہار، نہ تحریر، چنانچہ ۱۹۶۸ء، ۱۳۸۸ھ کے رمضان مبارک میں جب حضرت والا عمرہ کے لئے جانے لگے تو راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضرت آپ تو عمرہ کے لئے جارہے ہیں اور مدرسہ کے لئے چندہ جمع ہونے کا یہی مہینہ ہے، اگرچہ مدرسہ کی طرف سے کوئی اپیل وغیرہ نہیں ہوتی، لیکن پھر بھی آپ کے مدرسہ میں موجود ہونے کا اثر پڑتا ہے۔

اس پر حضرت والا نے حضور اکرم ﷺ کے جدامجد کا وہ مشہور مقولہ جو آپ نے حاکم یمن ''ابرہہ'' کے سامنے کہا تھا'' سنایا۔ کہ ''ان للبیت ربا یحمیہ'' (اس گھر کا مالک اس کی حفاظت خود کرلے گا) اور تشریف لے گئے، اور واقعی اس گھر کے مالک نے ہمیشہ مدرسہ کی جملہ ضروریات کی کفالت فرمائی اور اسے جملہ حوادثات سے مامون ومحفوظ رکھا۔

دوسرا اہم سبب:...... اساتذہ کرام ورفقائے عظام کا تعاون، تعلیمی امور میں مہارت، مدرسہ کے ہر خادم کا اپنے کام سے عشق اور لگن اور حضرت والا کی ذات گرامی کے ساتھ غایت درجہ تعلق ومحبت تھی، جس کی وجہ سے اساتذہ کرام ہر معاملہ میں حضرت سے رہنمائی حاصل کرتے، حضرت کی خواہش کے مطابق دل وجان سے عمل کرتے، ہمیشہ حضرت والا کی رائے کا احترام کرتے ہوئے ہر بات میں ظاہر وباطن سے موافقت کرتے اور پھر اپنے طرز عمل سے حضرت کی دعاؤں سے مالا مال ہوتے رہتے، حضرت والا بھی اپنے رفقاء وخدام کی قدر کرتے، تمام اہم امور میں اساتذہ کرام سے مشورہ کرتے اور پھر ان مشوروں کے مطابق اپنی پالیسی طے کرتے، حضرت کو اپنے مدرسہ کے اساتذہ کرام پر بڑا اعتماد تھا اور مختلف مواقع پر اس کا اظہار بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ کئی مرتبہ حضرت نے فرمایا کہ ''میرے اکثر رفقاء نے یہ عہد کیا ہے کہ تاحیات ہر حال میں مدرسہ کی خدمت کریں گے، تنخواہ ملے یا نہ ملے'' اور یہ بھی فرمایا کہ ''موجودہ دور میں مدارس میں تنخواہ کے اضافہ کے لئے درخواست کا رواج تو ہے، لیکن تنخواہ کے کم کرنے کا رواج نہیں، لیکن بحمد اللہ تعالیٰ میرے رفقاء نے ایسی روایت بھی قائم کردی ہے۔''

اور اس ضمن میں حضرت مفتی ولی حسن صاحب مدظلہ کا ذکر کرتے تھے، ان وجوہات کی بناپر مدرسہ میں اتفاق واتحاد اور باہمی تعاون واعتماد کی ایسی فضا قائم رہی جو مدارس میں بمشکل کہیں موجود ہوگی، اور الحمد للہ کہ یہ فضا آج بھی قائم ہے، اور اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ باقی رکھے، انہی امور کی وجہ سے مدرسہ آج بنیان مرصوص بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تاقیامت علمِ دین اسلام کے اس مرکز کو تمام خارجی وداخلی فتنوں سے محفوظ فرماکر قائم ودائم رکھے اور حضرت والا کو جنت الفردوس میں اپنی رحمت کے سائے میں مقام اعزاز عطا فرمائے اور ہم سب خدام کو بھی تمام فتنوں سے محفوظ ومامون فرمائے اور خدمتِ اشاعت دینِ اسلام کے لئے قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔